قرآن کریم

کی تلاوت کے فضائل ومسائل

تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

Qur'an-e-Kareem ki tilawat ke fazail-o-masail

Compiled by :

Nadeem Ahmed Ansari

Published by :

Al Falah Islamic Foundation, Mumbai, India.

website : www.afif.in

Email : alfalahislamicfoundation@gmail.com

Blog : Alfalahislamicfoundation.blogspot.in

Facebook : facebook.com/alfalahislamicfoundation

کتاب: قرآنِ کریم کی تلاوت کے فضائل ومسائل

مصنف: مولانا ندیم احمد انصاری

صفحات: ۵۶

قیمت: روپئے

سالِ اشاعت: ۲۰۱۶ء

ناشر: الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، ممبئی، انڈیا

فہرس

قرآنِ کریم کی تلاوت کے فضائل ومسائل

تعارف

حضرت مولانا مفتی جسیم الدین قاسمی حفظہ اللہ

(استاذ ومفتی مرکز المعارف، ممبئی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین،

أما بعد:

اس وقت میرے سامنے حضرت مولانا ندیم احمد انصاری صاحب کی کتاب 'قرانِ کریم کی تلاوت کے فضائل ومسائل' ہے۔ اس کتاب کو میں نے شروع سے آخر تک دیکھا ہے، کتاب بے حد پسند آئی۔ یہ کتاب ویسے تو ایک عام موضوع پر لکھی گئی ہے لیکن اس کو جو چیز اس موضوع کی دوسری کتابوں سے ممتاز کرتی ہے وہ اس کا مختصر اور حوالے سے مزین ہونا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے متعلقہ موضوع پر خاص کر قران وحدیث کا مکمل طور پر مطالعہ کیا اور پھر متعلقہ آیات و احادیث کو مختلف عناوین کے تحت انتہائی سلیقے سے جمع کر دیا ہے۔ حوالے کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ قرانِ کریم کے ترجمے تک کا حوالہ دیا ہے اور فقہاء واکابر کی تشریحات

وآرا کو بھی مکمل حوالے کے ساتھ کتاب کے ایڈیشن اور کتب خانے تک کے نام کے ساتھ لکھا ہے تاکہ اگر کسی عبارت کے بارے میں کسی کو تحقیق کرنی ہو تو بہ آسانی مراجعت کر سکے۔

یہ رسالہ اگرچہ (A-4 سائز میں) صرف تیس پینتیس صفحات پر مشتمل ہے لیکن اس کے اندر موضوع سے متعلق اتنا مواد جمع ہے کہ شاید اس کے لیے کئی کتابوں کی مراجعت کرنی پڑتی، ساتھ ہی اتنے اہم ذیلی عناوین ہر عنوان کے تحت موجود ہیں کہ موضوع کا ہر ہر گوشہ مکمل طور پر واضح ہو گیا ہے، مثال کے طور پر تلاوت کے تحت انھوں نے لکھا ہے تلاوت؛ جہراً یا سراً، تلاوت کے لیے پسندیدہ وقت، کثرتِ تلاوت کی فضیلت، بغیر دیکھے تلاوت کی فضیلت، دیکھ کر تلاوت کی فضیلت، تلاوت کے لیے مستحب اوقات کی درجہ بندی وغیرہ وغیرہ۔

میں سمجھتا ہوں کہ آج جب کہ بعض لوگ موٹی موٹی کتابوں کو دیکھ کر نفسیاتی طور پر پہلے ہی مریض بن جاتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے بھی یہ کتاب دل چسپی کا باعث ہوگی نیز مراجع ومصادر سے مزین ہونے کی وجہ سے جہاں علماء کے لیے بے حد مفید ثابت ہوگی وہیں عوام اور خصوصاً حفاظِ کرام کے لیے بھی بہت مفید رہے گی۔ ساتھ ہی حفظ و ناظرہ کے طلبہ کو انعام وغیرہ کے طور پر دینے کے لیے بھی کافی اچھی رہے گی تاکہ قرانِ کریم کی تلاوت کے فضائل کو پڑھ کر ان کے اندر پڑھائی کے شوق وجذبے میں اضافہ ہو اور آدابِ تلاوت سے آشنا ہو کر وہ ان آداب کی رعایت مکمل طور پر کر سکیں۔

حضرت مولانا ندیم احمد انصاری صاحب؛ جن کی اور بھی بہت سی کتابیں و رسالے مختلف موضوعات پر شائع ہو چکے ہیں اور ہند و بیرونِ ہند مختلف اخبارات

ورسائل میں ان کے مضامیں شائع ہوتے رہتے ہیں، ایک خاص ذوق کے مالک ہیں۔ ان کی تحریر سادہ پن اور معتبر ومستند حوالے کی وجہ سے مقبولِ خاص وعام ہے۔

باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر کو عافیت کے ساتھ دراز کرے اور اس کتاب کے ساتھ ساتھ ان کی دیگر علمی خدمات کو بھی قبول فرمائے اور امت کے لیے مفید سے مفید تر بنائے۔ آمین

جسیم الدین قاسمی

مفتی واستاذ، مرکز المعارف، ممبئی

۲۷/ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد اسلام صاحب قاسمی دامت برکاتہم

استاذِ حدیث وصدر شعبۂ عربی ادب، دارالعلوم دیوبند(وقف)

قرآنِ کریم؛ کلامِ الٰہی ۔۔خاتم النبیین علیہ السلام کو نوازی جانے والی وہ کتاب۔۔جس پر دینِ اسلام کی بنیاد ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والی امت کا اس کتابِ مقدس پر ایمان واعتقاد ہے، یہی ان کا نظامِ حیات اور یہی اخروی سعادت کا ضامن ہے۔

قرآنِ کریم اور اس کی تفسیر پر لکھی جانے والی کتابوں کی تعداد بے شمار ہے، قرآن کے الفاظ ومعانی اور اس کے محاسن ومقاصد پر بھی ایمان والوں کے علاوہ غیر ادیان کے پیروکاروں کی خدمات ہیں۔تشریح،تفسیر،توضیح، بحث وتحقیق اور اس کے معجزہ ہونے پر مختلف انداز میں تصنیفات ہر زبان میں موجود ہیں، حتیٰ کہ اس کلامِ الٰہی کی صرف تلاوت کے فضائل ومسائل پر بھی کتابیں دستیاب ہیں، مفصل بھی اور مختصر بھی۔

قرآنِ کریم سے نسبت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مؤلفِ عزیز مولانا ندیم احمد انصاری نے یہ مختصر مگر جامع مجموعہ مرتب کیا ہے، جو قرآنِ کریم کی تلاوت کی فضیلت اور اس سے متعلق مسائل پر مشتمل ہے، جس میں انھوں نے مآخذ کے حوالے بھی دیے ہیں اور مختصر تشریحات بھی شامل کر دی ہیں، اللہ انھیں اس سعادت کا اجر عطا فرمائے۔آمین

محمد اسلام قاسمی

استاذ حدیث وصدر شعبۂ عربی ادب

دارالعلوم وقف دیوبند

تمہید

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم، أما بعد:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نہایت فضل واحسان ہے کہ اس رب ذوالجلال والاکرام نے اس ظلوماً جہولاً (انسان) کو اپنی کتابِ ذی شان سے نوازا، جس میں دنیا وآخرت کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ اسی لیے جو لوگ قرآنِ کریم سے وابستگی اختیار کرتے ہیں، وہ وسائل واسباب کی عدم موجودگی کے باوجود، دنیا میں بھی کامیاب ہوتے ہیں اور آخرت تو ہے ہی انھیں لوگوں کے لیے۔

ذوالنورین والہجرتین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اگر تمھارے قلوب پاک وصاف ہو جائیں تو تمھیں قرآنِ کریم کے پڑھنے اور سننے سے کبھی سیری نہ ہو۔

آج کی مادّی دنیا میں اکثر حضرات ان دو میں سے ایک بات کا شکار نظر آتے ہیں کہ یا تو وہ نیک عمل ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو اصول وآداب کے موافق نہیں کرتے، جس کے باعث زندگیوں سے چین وسکون ندارد ہے۔ بس اسی کے پیشِ نظر یہ کتاب 'قرآنِ کریم کی تلاوت کی فضائل ومسائل' تالیف کی گئی ہے، جس میں مندرجۂ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے:

- موضوع سے متعلق زیادہ سے زیادہ ضروری باتیں پیش کر دی گئی ہیں۔

❁ زبان کو نہایت سلیس وآسان رکھا ہے۔

❁ چہل حدیث سے متعلق فضیلت حاصل کرنے کے جذبے کے تحت خاص انداز میں چالیس حدیثیں جمع کردی گئی ہیں۔

❁ ہر بات مکمل حوالہ جات کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔

اخیر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور دست بہ دعا ہوں کہ اس کتاب کو اپنے اور اپنے بندوں کے نزدیک شرفِ قبولیت سے نوازے اور مؤلف، اس کے والدین محترمین، اساتذہ وتلامذہ سب کے لیے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

کتبہ

العبد ندیم احمد انصاری غفرلہ ولوالدیہ

(خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، ممبئی، انڈیا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآنِ کریم اللہ سبحانہ وتقدس کا کلام اور اس کی ذاتی صفت ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے سید الملائکہ کے توسط سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمایا، تاکہ قیامت تک آنے والی تمام مخلوق کے لیے ہدایت ونور کا سامان ہو۔ اس لیے اللہ کے نیک بندے قرآنِ کریم کی ہر طور تکریم وتعظیم بجالاتے ہیں لیکن بعض محرومین ایسے بھی ہیں، جو خود کو مسلمان تو کہتے ہیں لیکن قرآن پر عمل، اس میں فکر وتدبر اور اس کی تلاوت وغیرہ کو چھوڑے رہتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد ہے:

{وَقَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَھۡجُوۡرًا}۔[۱]

اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہیں گے: یا رب! میری قوم اس قرآن کو بالکل چھوڑ بیٹھی تھی۔[۲]

حق بات یہ ہے کہ آج واقعی بہت سے لوگوں نے قرآنِ کریم کو چھوڑ رکھا ہے؛ انھوں نے اس کی تلاوت کو چھوڑ دیا، اس میں فکر وتدبر کو چھوڑ دیا اور اس پر عمل کو چھوڑ دیا ہے۔ **اللّٰھم لا تجعلنا منھم**

[۱] الفرقان: ۳۰

[۲] توضیح القرآن: ۲/۱۱۰۱، مکتبہ معارف القرآن، کراچی

جب کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کتاب قرآن کی عظمت ورفعت کی وضاحت میں ارشاد فرماتے ہیں:

{إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ، فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ، لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ، تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ}۔[۱]

بلاشبہ یہ بڑی عظمت ورتبے والا 'قرآن' ہے، جو ایک محفوظ کتاب میں (پہلے سے) درج ہے۔اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں، جو خوب پاک ہیں۔ یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا جا رہا ہے۔[۲]

جس نے قرآنِ کریم سیکھا، اس کی مثال

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے:

[1] أن رسول اللهﷺ: من قرأ القرآن فقد استدرج النبوة بين جنبيه غير أنه لا يوحى إليه، لا ينبغي لصاحب القرآن أن يجد مع من جد، ولا يجهل مع من جهل، وفي جوفه كلام الله۔[۳]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآنِ کریم سیکھا، اس نے نبوت کو اپنی گود میں لے لیا، فرق صرف اتنا ہے کہ اس پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ صاحبِ قرآن کو یہ لازم نہیں کہ غصہ کرنے والے کے ساتھ غصہ کرے یا جاہل کے ساتھ جہالت کا معاملہ کرنے لگے، اس لیے کہ اس کے سینے میں اللہ کا کلام ہے۔

---

[۱] الواقعۃ: ۸۰-۷۷

[۲] توضیح القرآن: ۲/ ۱۶۶۸، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، بتصرف

[۳] المستدرک علی الصحیحین: ۲۰۸۰، وقال: صحیح الاسناد

والدین کی تاج پوشی

حضرت سہل بن معاذؓ روایت کرتے ہیں:

[2] عن أبیه رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: من قرأ القرآن، وعمل به ألبس والداه تاجاً یوم القیامة ضوؤه أحسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا، فماظنکم بالذی عمل بهذا۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور پڑھ کر اُس پر عمل کیا، قیامت میں اس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا، جس کی چمک آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی۔

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے:

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من قرأ القرآن، وتعلمه وعمل به، البس والداه یوم القیامة تاجاً من نور ضوؤه مثل ضوء الشمس، ویکسیٰ والداه حلتین لا یقوم بهما الدنیا، فیقولان بم کسینا هذا؟ فیقال: بأخذو لدکما القرآن۔[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قرآن پڑھا اور اُس پر عمل کیا تو قیامت کے دن اُس کے والدین کو نور کا ایک تاج پہنایا جائے گا، جس کی چمک سورج کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو جنت کے ایسے حُلّے پہنائے جائیں گے جن

---

[۱] سنن ابی داؤد: ۱۴۵۳، شعب الایمان للبیہقی: ۱۹۴۸

[۲] الترغیب للمنذری: ۲۱۲۳، وقال: صحیح علی شرط مسلم

کی (قیمت کی) برابری پوری دنیا نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ عرض کریں گے؛ ہمیں یہ انعام کس سبب سے دیا جا رہا ہے؟ ان سے کہا جائے گا: تمھاری اولاد کے قرآنِ کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے سبب تمھیں یہ انعام دیا جا رہا ہے۔

دس رشتے داروں کی سفارش کا حق

حضرت علیؓ سے روایت ہے:

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من قرأ القرآن فاستظهره فأحل حلاله، و حرم حرامه، أدخله الله به الجنة و شفعه فی عشرة من أهل بيته كلهم قد وجبت لهم النار۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قرآنِ کریم پڑھا اور اُس پر عمل بھی کیا، اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دیں گے اور اس کے ایسے دس رشتے داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول فرمائیں گے، جس پر (ان کے اعمالِ بد کی وجہ سے) جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

سو رکعت نماز کا ثواب

حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں:

[5] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا أبا ذر! لأن تغدو فتعلم آية من كتاب الله خير لک من أن تصلی مائة ركعة، و لأن تغدو فتعلم باباً من العلم، عمل به، أو

[۱] سنن الترمذی: ۲۹۰۵، وقال: ہذا حدیث غریب، سنن ابن ماجہ: ۲۱۶، وانظر: شعب الایمان للبیہقی: ۷-۱۹۴۶-۱۹۴۶

لم يعمل به، خير من أن تصلي ألف ركعة۔[١]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! اگر تم صبح کے وقت اللہ کی کتاب کی ایک آیت سیکھنے کے لیے نکلو تو یہ تمھارے لیے سو رکعتیں (نفل) پڑھنے سے افضل ہے اور اگر تم صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لیے نکلو تو یہ تمھارے لیے ایک ہزار رکعت نماز (نفل) پڑھنے سے افضل ہے، خواہ تو اس پر عمل کرے یا نہ کرے (اس لیے کہ علم کا حاصل کرنا مستقل عبادت ہے، جس کا یہ بدلہ ہے)۔

حضرت عقبہ بن عامر جُہنیؓ سے روایت ہے:

[6] خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونحن في الصفة، فقال: أيكم يحب أن يغدو الى بطحان أو العقيق فيأخذ ناقتين كوماوين زهراوين بغير اثم بالله عزوجل، ولا قطع رحم؟ قالوا: كلنا يا رسول الله! قال: فلان يغدو أحدكم كل يوم الى المسجد فيتعلم آيتين من كتاب الله عزوجل خير له من ناقتين، وان ثلاث فثلاث، مثل أعدادهن من الإبل۔[٢]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون شخص یہ چاہتا ہے کہ بطحا یا عقیق (وادی) تک چلا جائے اور پھر (وہاں سے) بڑے کوہان والے، موٹے تازے دو اونٹ بغیر کسی گناہ یا قطع رحمی کے لے آئے (یعنی نہ کسی کا مال غصب کرے، جو کہ گناہ ہے اور نہ کسی رشتے دار سے لڑائی جھگڑا کرے جس سے قطع رحمی ہو، اس کے باوجود بلا

[١] سنن ابن ماجۃ: ٢١٩، باسناد حسن

[٢] سنن ابی داؤد: ١٤٥٦

قیمت کے دو اونٹ حاصل کر لے)؟ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا: ہم میں ہر شخص ایسا کرنا چاہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں میں سے کوئی شخص صبح کے وقت ہر روز مسجد آئے اور قرآنِ کریم کی دو آیتیں سیکھے تو وہ دو اونٹ سے افضل ہے اور تین آیتیں سیکھنا، تین اونٹوں سے افضل ہے، اس طرح جتنی زیادہ آیتیں سیکھے گا، اتنی ہی تعداد کے اونٹوں سے زیادہ افضل ہوگا۔

غافلوں میں شمار نہیں ہوگا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

[7] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من قرأ عشر آیات فی لیلۃ، لم یکتب من الغافلین۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رات کے وقت میں دس آیتیں پڑھ لیں، اسے غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا۔

دنیا ومافیہا سے بہتر

حضرت فضالہ بن عبید اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

[8] عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: من قرأ عشر آیات فی لیلۃ کتب لہ قنطار، والقنطار خیر من الدنیا ومافیہا، الحدیث۔[۲]

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی رات میں دس آیتیں

[۱] المستدرک علی الصحیحین: ۲۰۹۴، ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم

[۲] مجمع الزوائد: ۳۶۱۱

پڑھ لے، اس کے لیے ایک قنطار لکھ دیا جاتا ہے اور (جانتے ہو قنطار کیا ہے؟) قنطار دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے، ان سب سے بہتر ہے۔

بڑھاپے کی لاچاری سے حفاظت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

[9] من قرأ القرآن، لم يرد إلى أرذل العمر، الحديث۔[۱]

(ہمیشہ) قرآن پڑھنے والا، بڑھاپے کے ضعف اور ناکارہ ہو جانے سے محفوظ رہے گا۔

تلاوتِ قرآن کا حکم، خود قرآن میں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

{أتل ما أوحي إليك من الكتب}۔[۲]

(اے پیغمبر!) جو کتاب تمھارے پاس وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے، اس کی تلاوت کرو۔[۳]

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

{إن الذين يتلون كتب الله وأقاموا الصلوة وأنفقوا مما رزقنٰهم سراً وعلانية يرجون تجارة لن تبور}۔[۴]

[۱] الترغیب والترہیب للمنذری: ۲۱۲۵، وقال: صحیح الاسناد

[۲] العنکبوت: ۴۵

[۳] توضیح القرآن: ۲/ ۱۲۱۲، مکتبہ معارف القرآن، کراچی

[۴] الفاطر: ۲۹

جولوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور جنھوں نے نماز کی پابندی رکھی ہے اور ہم نے انھیں جو رزق دیا ہے، اُس میں سے وہ (نیک کاموں میں) خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں، جو کبھی نقصان نہیں اٹھائے گی۔[۱] یعنی ان کے اعمال کا انھیں پورا اجر وثواب دیا جائے گا۔

زمین میں نور اور آسمان میں ذخیرہ

حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں:

[10] قال رسول اللہ ﷺ: علیک بتلاوۃ القرآن، وذکر اللہ عز وجل، فإنہ ذکر لک فی السماء، ونور لک فی الأرض۔[۲]

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: قرآنِ کریم کی تلاوت اور (مختلف طریقے سے) اللہ کے ذکر کا اہتمام کیا کرو، ایسا کرنے سے آسمانوں میں تمھارا ذکر ہوگا اور یہ عمل زمین میں تمھارے لیے (ہدایت کا) نور ہوگا۔

صحیح ابن حبان میں اس طرح ہے:

[11] عن أبی ذر رضی اللہ عنہ قال، قلت: یا رسول اللہ ﷺ أوصینی! قال: علیک بتقوی اللہ، فإنہ رأس الأمر کلہ۔ قلت: یا رسول اللہ زدنی! قال: علیک بتلاوۃ القرآن، فإنہ نور لک فی الأرض، وذخر لک فی السماء۔[۳]

[۱] توضیح القرآن: ۳/ ۱۳۴۲، مکتبہ معارف القرآن، کراچی
[۲] شعب الایمان للبیہقی: ۲۹۴۲، وہو جزء من الحدیث
[۳] صحیح ابن حبان: ۳۶۲، فی حدیث طویل

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تقویٰ اختیار کرو، وہ تمام نیکیوں کا سرتاج ہے۔ میں نے عرض کیا: کچھ اور فرمایئے! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ یہ تلاوت زمین میں تمھارے لیے نور اور آسمان پر تمھارے لیے ذخیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قربت کا سب سے مؤثر ذریعہ

حضرت ابوذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں:

[12] قال رسول اللہ ﷺ: إنکم لا ترجون إلی اللہ بشیء أفضل مما خرج منہ یعنی القرآن۔[۱]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اللہ تعالیٰ کا قُرب اس سے زیادہ کسی چیز سے حاصل نہیں کر سکتے، جو خود اللہ تعالیٰ سے نکلی ہے؛ یعنی قرآنِ کریم۔

سب سے بہتر شخص

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

[13] عن النبی ﷺ قال: خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔[۲]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے، جو قرآنِ کریم سیکھے اور سکھائے۔

---

[۱] المستدرک علی الصحیحین:۲۰۹۱، ہذا حدیث صحیح الاسناد

[۲] صحیح البخاری:۵۲۰۷، سنن ابی داوٗد:۲۹۰۸، سنن النسائی:۶۲، ۶۱، سنن ابن ماجہ:۲۱۱

اکثر کتابوں میں یہ روایت {و} کے ساتھ آئی ہے، جس کا ترجمہ یہاں لکھا گیا۔ اس صورت میں فضیلت اس شخص کے لیے ہے، جو قرآنِ کریم سیکھے اور اس کے بعد دوسروں کو سکھائے لیکن بعض کتابوں میں یہ روایت {أو} کے ساتھ آئی ہے، اس صورت میں بہتری اور فضیلت عام ہوگی، خواہ خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے۔ دونوں کے لیے مستقل خیر و بہتری ہے۔[۱]

قیامت میں شفاعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

[14] أن رسول اللہ ﷺ قال: الصیام والقرآن یشفعان للعبد یوم القیامۃ، یقول الصیام؟ ای رب! منعۃ الطعام والشہوۃ بالنہار فشفعنی فیہ۔ ویقول القرآن: منعۃ النوم باللیل فشفعنی فیہ، قال: فیشفعان۔[۲]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ اور قرآن، دونوں قیامت کے دن بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے رب! میری وجہ سے دن میں اس بندے نے کھانا پینا ترک کیا اور شہوتوں سے رکا رہا، میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ قرآن کہے گا: اے رب! میری وجہ سے یہ رات کو سونے سے رکا رہا، اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کی شفاعت قبول فرمالیں گے۔

[۱] فضائل قرآن مجید: ۷، ادارہ اشاعت دینیات، دہلی، بترمیم

[۲] مسند احمد بن حنبل: ۶۶۲۶، مستدرک علی الصحیحین: ۲۰۸۸، شعب الایمان للبیہقی: ۱۹۹۴

حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

[15] عن النبی ﷺ قال: القرآن مشفع و ماحل مصدق من جعله أمامه قاده الی الجنة، و من جعله خَلف ظهره ساقه الی النار۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآنِ کریم ایسی شفاعت کرنے والا ہے، جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑا کرنے والا ہے، جس کا جھگڑا مان لیا گیا۔ جو شخص اس (قرآنِ کریم) کو (امام بنائے اور) اپنے آگے رکھے (یعنی اس پر عمل کرے) اس کو یہ جنت میں پہنچا دیتا ہے اور جو اس کو پیٹھ پیچھے ڈال دے (یعنی اس پر عمل نہ کرے) اس کو یہ جہنم میں گرا دیتا ہے۔

اللہ کی رضامندی کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

[16] رسول اللہ ﷺ قال: یجیء صاحب القرآن یوم القیامة، فیقول القرآن: یارب! حله، فیلبس تاج الکرامة، ثم یقول: یارب! زده، فیلبس حلة الکرامة، ثم یقول: یارب! أرض عنه فیرضی عنه، فیقال له: أقرأ وارق، ویزداد بکل آیة حسنة۔[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن صاحبِ قرآن آئے گا تو قرآن اس کی سفارش کرے گا اور کہے گا: اے اللہ! میرے پڑھنے والے کو جنت کے

[۱] صحیح ابن حبان: ۱۲۴، الترغیب للمنذری: ۲۱۰۶

[۲] سنن الترمذی: ۲۹۱۵، مستدرک علی الصحیحین: ۲۰۸۱، وقال: صحیح الاسناد، شعب الایمان للبیہقی: ۱۹۹۷

جواہرات پہنایئے تو اس بندے کے سر پر کرامت کا تاج رکھ دیا جائے گا۔ پھر قرآن عرض کرے گا: اس (کی کرامت و بزرگی) میں اور اضافہ کیجیے تو صاحبِ قرآن کو کرامت کا پورا جوڑا پہنا دیا جائے گا۔ پھر قرآن عرض کرے گا: میرے پڑھنے والے سے راضی ہو جایئے تو اس کی یہ سفارش بھی قبول کی جائے گی۔ پس اس سے کہا جائے گا: اے میرے بندے! قرآن پڑھنا شروع کر اور ہر آیت کے بدلے ایک ایک درجہ بلند ہوتا چلا جا۔

ہر آیت پر جنت میں درجات کی بلندی

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے:

[17] قال رسول اللہ ﷺ: یقال لصاحبہ القرآن اقرأ وارتق، ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا، فان منزلتک عند آخر آیۃ تقرأھا۔[۱]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا: قرآن پڑھتا جا اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتا جا۔ جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر) قرآن پڑھتا تھا، اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، پس تیری منزل تیری آخری آیت کے قریب ہے۔

[۱] سنن الترمذی: ۲۹۱۴، وقال: حدیث حسن صحیح، سنن ابی داود: ۱۴۶۴، سنن ابن ماجہ: ۳۷۸۰، صحیح ابن حبان: ۷۶۳، السنن الکبریٰ للنسائی: ۸۰۰۲، شعب الایمان للبیہقی: ۱۹۹۹

تلاوتِ قرآن دیگر نیکیوں سے افضل

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے؛

[18] قراءۃ القرآن فی الصلاۃ أفضل من قراءۃ القرآن فی غیر الصلاۃ، و قراءۃ القرآن فی غیر الصلاۃ أفضل من التسبیح و التکبیر، و التکبیر أفضل من الصدقۃ، و الصدقۃ أفضل من الصوم، و الصوم جنۃ من النار۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز میں قرآن کی تلاوت؛ خارجِ نماز تلاوت سے افضل ہے اور خارجِ نماز میں قرآن کی تلاوت؛ تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح؛ صدقے سے افضل ہے اور (نفلی) صدقہ؛ (نفلی) روزے سے افضل ہے اور روزہ؛ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے۔

اللہ تعالیٰ تلاوت کرنے والے کی آواز کو غور سے سنتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے؛

[19] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ما أذن اللہ لشیء ما أذن لنبی حسن الصوت یتغنی بالقرآن۔[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی کی طرف اتنی توجہ نہیں فرماتے، جتنی اس نبی کی آواز کو توجہ سے سنتے ہیں، جو قرآن کی تلاوت خوش الحانی سے کرتا ہے۔

---

[۱] کنز العمال: ۲۳۰۳

[۲] صحیح مسلم: ۸۴۵، وانظر السنن الکبریٰ للبیہقی: ۷۹۹۴

ایک روایت میں ہے؛

[20] قال رسول الله ﷺ: لیس منا من یتغن بالقرآن۔ وزاد غیرہ: یجهر به۔ [۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں، جو خوبصورت آواز سے تلاوت نہ کرے۔

نوٹ: مراد اس سے یہ ہے کہ قرآنِ کریم کو تجوید اور مخارج کی پوری رعایت کے ساتھ پڑھا جائے، خیال رہے 'تحسینِ صوت' کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ قرآن کو گانے کے انداز میں پڑھا جائے۔

قرآن کو اچھی آواز سے مزین کرو

حضرت براءؓ روایت کرتے ہیں؛

[21] قال رسول الله ﷺ: زینوا القرآن بأصواتکم۔ [۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھی آواز سے قرآنِ کریم کی تلاوت کر کے اسے مزین کرو، اچھی آواز قرآنِ کریم کے حسن میں اضافہ کر دیتی ہے۔

ظاہر بات ہے کہ یہ چیز خداداد ہوتی ہے یعنی سب کی آواز ایک جیسی نہیں ہوتی، بعض کی بہت اچھی، بعض کی اچھی اور بعض کی اس سے بھی کم درجے کی ہوتی ہے۔ تو وہ کیسے اس حکم پر عمل کر سکتا ہے؟ تو جاننا چاہیے کہ اس سے مراد فقط ہر انسان کا

[۱] صحیح بخاری: ۷۵۲۷، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۷۹۹۸

[۲] سنن ابی داود: ۱۴۶۸، السنن الکبریٰ للنسائی: ۷۹۹۶

استطاعت بھر کوشش کرنا ہے۔ قال: فقلت لابن أبی ملیکة: یا ابا محمد! أرأیت اذا لم یکن حسن الصوت؟ قال: یحسنه ما استطاع۔[۱]

فائدہ: زینت سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ کریم تجوید وترتیل اور آواز کی نرمی و لطافت کے ساتھ پڑھا جائے۔ اگر قرآن کو راگ میں یا اس طرح پڑھا جائے کہ حروف میں یا حرکات میں کمی زیادتی ہو، یہ حرام ہے۔ اس طرح قرآن پڑھنے والا شخص فاسق ہوتا ہے اور سننے والا بھی گنہگار۔ نیز ایسے شخص کو اس طرح قرآن پڑھنے سے منع کرنا واجب ہے، کیوں کہ یہ ایک بہت بری بدعت ہے۔[۲]

قرآنِ کریم کو عرب کے لہجے میں پڑھو

حضرت حذیفہ بن یمان روایت کرتے ہیں؛

[22] أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: إقرؤو القرآن بلحون العرب وأصواتها، وإیاکم ولحون أهل العشق، ولحون أهل الکتابین، وسیجیء بعد أقوام یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والنوح، لا یجاوز حناجرهم، مفتونة قلوبهم وقلوب الذین یعجبهم شأنهم۔[۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قرآنِ کریم کو اہلِ عرب کی آواز اور لہجے میں پڑھا کرو اور اہلِ عشق اور اہلِ کتاب کے طریقے کے مطابق پڑھنے سے بچو۔ میرے بعد ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی، جو قرآنِ کریم کو راگ اور نوحے کی طرح

[۱] سنن ابی داود: ۱۴۷۱

[۲] مظاہر حق جدید: ۴۰/۳، ادارہ اسلامیات، دیوبند، بتصرف

[۳] جامع الأصول: ۹۱۳

پڑھیں گے، ان کا حال یہ ہوگا کہ قرآن اُن کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا نیز ان کی قراءت سن کر خوش ہونے والوں کے قلوب فتنے میں پڑ جائیں گے۔

فائدہ: اہلِ عرب بلاتکلف اور برجستہ قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، ان کی آواز ان کے دل کی امنگ سے ہم آہنگ ہوتی ہے۔ان کے سامنے موسیقی وغیرہ کی طرح کے قواعد نہیں ہوتے، نہ وہ خواہ مخواہ کا تکلف کر کے اپنی آواز اور اپنا لہجہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اس لیے فرمایا گیا کہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ قرآنِ کریم اسی خاص لہجے اور آواز میں پڑھے، جو قرآن کی عظمتِ شان اور حقیقت کے مطابق اور اہل عرب کا لہجہ ہے۔

اہلِ عشق اور اہلِ کتاب کے طریقے کے مطابق پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ جس طرح عشاق اور شعراء اپنی نظمیں وغزلیں اور اشعار آواز بنا کر اور ترنم کے ساتھ پڑھتے ہیں اور موسیقی وراگ کے قواعد کی رعایت کرتے ہیں تم اس طرح قرآنِ کریم نہ پڑھو، چوں کہ یہود ونصاریٰ بھی اپنی کتابوں کو اسی طرح غلط طریقوں سے پڑھتے تھے، اس لیے ان کی مانند پڑھنے سے بھی منع فرما دیا گیا۔

ان کے قلوب فتنے میں پڑ جائیں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حبِ دنیا میں مبتلا ہوں گے اور لوگ چوں کہ ان کی آوازوں کو اچھا کہیں گے، اس لیے وہ اور زیادہ گمراہی میں پھنسے ہوں گے۔اس طرح ان کی آوازوں کو سن کر خوش ہونے والے اور ان کو اچھا کہنے والے بھی ایک غلط بات اور کام کو اچھا سمجھنے کی وجہ سے ضَلالت میں مبتلا ہوں گے۔[۱]

[۱] مظاہرِ حق جدید: ۳/ ۶۵، ادارہ اسلامیات، دیوبند، بتصرف

قرآنِ کریم بے قراری کے لیے نازل ہوا ہے

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں؛

[23] **سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن هذا القرآن نزل بحزن، فاذا قرأتموه فابكوا، فإن لم تبكوا فتباكوا، وتغنوا به، فمن لم يتغن به فليس منا۔**[۱]

میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: یہ قرآن فکر و بے قراری کے لیے نازل ہوا، جب تم اسے پڑھو تو رویا کرو، اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل ہی بنا لو اور اسے اچھی آواز سے پڑھو، جو شخص اسے اچھی آواز سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔

تجوید کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے؛

[24] **من قرأ القرآن، فلم يعربه، وكل به ملك يكتب له كما أنزل بكل حرف عشر حسنات، فان اعرب بعضه وكل به ملكان يكتبان له بكل حرف عشرين حسنة، فان أعربه وكل به أربعة أملاك يكتبون له بكل حرف سبعين حسنة۔**[۲]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن مجید کو بلا اعراب کے پڑھا، وہ ایک فرشتے کے حوالے کر دیا جاتا ہے، وہ فرشتہ اسے اِسی طرح لکھتا ہے، جیسے

[۱] سنن ابن ماجہ: ۱۳۳۷

[۲] الجامع لأحکام القرآن للقرطبیؒ: ۱/۴۱، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، شوقیہ کلام

کہ نازل کیا گیا تھا (اور) ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھتا ہے، پس اگر قرآن کے کچھ حصے کو اعراب کے ساتھ پڑھا (اور کچھ بغیر اعراب کے تو) اسے دو فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے، جو اس کے لیے ہر حرف کے بدلے بیس نیکیاں لکھتا ہے، پس جو شخص قرآنِ کریم کو مکمل اعراب کے ساتھ پڑھتا ہے، اس کے لیے چار فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں، جو اس کے لیے ستر نیکیاں لکھتے ہیں۔

نوٹ: ''بلا اعراب'' کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کو تجوید کی رعایت کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔ اس روایت میں گو کہ کلام ہے لیکن اس سے تجوید کی رعایت کے ساتھ قرآن پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ تجوید کی فضیلت اور اہمیت پر بہت سے دلائل موجود ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآنِ کریم کو تجوید کی رعایت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔

تعریف التجوید: ھو لغة: التحسین۔ ولہ فی الإصطلاح عدة تعریفات متقاربة۔[۱]

و قال الجزری علیہ الرحمۃ فی متن الجزریة فی معرفة تجوید الآیات القرآنیة: ۵، ط: مکتبة القطر المصری، اسکندریة:

اذ واجب علیھم محتم قبل الشروع أولاً أن یعلموا
مخارج الحروف والصفات لیلفظوا بأفصح اللغات

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تجوید کہتے ہیں، ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکالنا اور اس کی صفات کو ادا

[۱] الواضح فی أحکام التجوید: ۹، الدکتور محمد مفلح القضاة، دار النفائس، الأردن، وانظر تیسیر الرحمن فی تجوید القرآن: ۲۵-۲۶ للشیخ سعد عبد الحمید، دار التقویٰ

کرنا۔ تجوید کے خلاف قرآن پڑھنا یا غلط پڑھنا یا بے قاعدہ پڑھنا ”لحن“ کہلاتا ہے اور یہ دو قسم پر ہے: ایک یہ کہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا، جیسے: اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْھَمْدُ پڑھ دیا، ث کی جگہ س پڑھ دیا، یا ح کی ہ پڑھ دی، یا ذ کی جگہ ز پڑھ دی، یا ص کی جگہ س پڑھ دی، یا ع کی جگہ ء پڑھ دیا، ایسی غلطیوں میں اچھے خاصے لکھے پڑھے لوگ بھی مبتلا ہیں، یا کسی حرف کو بڑھا دیا، جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں د کے پیش کو اور ہ کے زیر کو اس طرح کھینچ کر پڑھا اَلْحَمْدُوْ لِلّٰھِیْ، یا کسی حرف کو گھٹا دیا، جیسے: لَمْ یُوْلَدْ میں و کو ظاہر نہ کیا، اس طرح پڑھا لَمْ یُلَدْ، یا زبر، زیر، پیش، جزم میں ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھ دیا، جیسے: اِیَّاکَ کے ک کا زیر پڑھ دیا، یا اِھْدِنَا میں ہ سے پہلے اس طرح زبر پڑھ دیا اَھْدِنَا، یا اَنْعَمْتَ کی م پر اس طرح حرکت پڑھ دی اَنْعَمَتَ، یا اور اسی طرح سے کچھ پڑھ دیا۔ ان غلطیوں کو ”لحنِ جلی“ کہتے ہیں اور یہ حرام ہے۔ بعض جگہ اس سے معنی بگڑ کر نماز بھی جاتی رہتی ہے۔

دوسری قسم یہ کہ ایسی غلطی تو نہیں کی لیکن حرفوں کے حَسین ہونے کے جو قاعدے مقرر ہیں، ان کے خلاف پڑھا، جیسے ر پر جب زبر یا پیش ہوتا ہے تو اس کو پُر یعنی مُنہ بھر کر پڑھا جاتا ہے، جیسے: الصِّرَاطَ کی ر، مگر اس کو باریک پڑھ دیا، اس کو ”لحنِ خفی“ کہتے ہیں۔ یہ غلطی پہلی غلطی سے ہلکی ہے یعنی مکروہ، لیکن بچنا اس سے بھی ضروری ہے۔[۱]

[۱] جمال القرآن للتھانوی:۷، مکتبۃ البشری، کراچی، بتصرف

مختلف حالتوں میں مختلف ثواب

حضرت انسؓ سے روایت ہے؛

[25] من قرأفی صلاۃقائماً کان لہ بکل حرف مائۃ حسنۃ، و من قرأ قاعداً کان بکل حرف خمسون حسنۃ، و من قرأ فی غیر صلاۃ کان لہ بکل حرف عشر حسنات، و من استمع الی کتاب اللّٰہ کان لہ بکل حرف حسنۃ۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھا، اس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملتی ہیں۔ جس نے نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھا، اسے ہر حرف پر پچاس نیکیاں ملتی ہیں۔ جس نے نماز کے علاوہ میں قرآنِ کریم پڑھا، اسے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور جس نے اللہ کی کتاب کو غور سے سنا، اسے بھی ہر حرف پر ایک نیکی ملتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے؛

[26] قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من اسمع حرفاً من کتاب اللّٰہ طاھراً، کتبت لہ عشر حسنات، و محیت عنہ عشر سیئات، ورفعت لہ عشر درجات، و من قرأ حرفاً من کتاب اللّٰہ فی الصلاۃ قاعداً، کتبت لہ خمسون حسنۃ، و محیت عنہ خمسون سیئۃ ورفعت لہ خمسون درجۃ، و من قرأ حرفاً من کتاب اللّٰہ قائماً کتبت لہ مائۃ حسنۃ و محیت عنہ مائۃ سیئۃ و رفعت لہ مائۃ درجۃ، و من قرأ فختمہ کتب اللّٰہ عندہ دعوۃ مجابۃ معجلۃ أو مؤخرۃ۔[۲]

[۱] کنز العمال: ۲۶۲۷، عن أنس

[۲] شعب الایمان للبیہقی: ۲۰۸۵، قال: تفرد بہ حفص بن عمرو وھو مجھول، کنز العمال: ۲۴۲۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ کی کتاب سے بغیر دیکھے ایک حرف (بھی، کسی کا قرآن) سنا، اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ جس نے اللہ کی کتاب کا ایک حرف (بھی) نماز میں بیٹھ کر پڑھا، اس کے لیے پچاس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، پچاس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور پچاس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ جس نے اللہ کی کتاب سے ایک حرف (بھی) نماز میں کھڑے ہوکر تلاوت کیا، اس کے لیے سونیکیاں لکھی جاتی ہیں ،سو گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اس کے سو درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ جس نے قرآنِ کریم پورا پڑھا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ ایک قبول ہونے والی دعا فی الحال یا بعد کے لیے، ختمِ قرآن پر لکھ لیتے ہیں۔

ہر حرف پر دس نیکی

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں؛

[27] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها۔ لا أقول الٓمٓ حرف، ولکن ألف حرف، ولام حرف، ومیم حرف۔[١]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص قرآنِ کریم کا ایک حرف پڑھے، اس کے لیے ایک حرف کے بدلے ایک نیکی ہے اور (امتِ محمدیہ کو) ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارا {الٓمٓ} ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک

[١] سنن الترمذی: ۲۹۱۰، شعب الایمان للبیہقی: ۱۹۸۳

حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

یعنی {الم} میں تین حرف ہوئے، اس طرح اس پر تیس نیکیاں ملیں گی۔

تلاوت کی گئی آیت قیامت میں نور ہوگی

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں؛

[28] قال رسول اللہ ﷺ: من تلا آیۃ من کتاب اللہ کانت لہ نوراً یوم القیامۃ، ومن استمع الآیۃ من کتاب اللہ، کتبت لہ حسنۃ مضاعفۃ۔[۱]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کتاب اللہ (قرآنِ کریم) سے کوئی آیت تلاوت کی، وہ آیت قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگی اور جو کتاب اللہ کی کوئی آیت سننے کے لیے متوجہ ہوا، اس کے لیے نیکی لکھی جاتی رہتی ہے۔

دوہرے اجر کا مستحق

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ قرآنِ کریم کو صحیح طور پر پڑھنا سیکھے اور اس میں مقدور بھر کوشش کرے، چاہے اس میں کتنا ہی وقت کیوں نہ لگے۔ ایسا شخص جو قرآنِ کریم سیکھ رہا ہو اور اٹک اٹک کر قرآنِ کریم پڑھنے کی کوشش کرتا ہو، اسے بھی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسے دوہرا اجر ملنا حدیث سے ثابت ہے؛ ایک تلاوتِ قرآن کا، دوسرا اس میں مشقّت برداشت کرنے کا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے؛

[29] قال رسول اللہ ﷺ: الماھر بالقرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ،

[۱] شعب الایمان للبیہقی: ۱۹۸۱، کنز العمال: ۲۳۹۳

والذی یقرأ القرآن ویتتعتع فیہ، وھو شاق، لہ اجران۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص قرآنِ کریم کا ماہر ہو، اس کا حشر قیامت میں ان معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا، جو قرآنِ کریم کو لوحِ محفوظ سے نقل کرنے والے ہیں اور جو قرآنِ کریم پڑھتا ہے لیکن اس میں اٹکتا و ہکلاتا ہے اور اس میں مشقت برداشت کرتا ہے، اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

تلاوت کرنے والوں پر سکینہ کا نزول

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

[30] أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ، وغشیتھم الرحمۃ، وحفتھم الملائکۃ، وذکرھم اللہ فیمن عندہ۔[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ مسجد میں قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں یا قرآن کا درس دیتے ہیں، ان پر خدا کی جانب سے سکینہ نازل ہوتی ہے اور ان لوگوں کو رحمت کے فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا ذکر فرشتوں کے مجمع میں کرتا ہے۔

تنبیہ: سکینہ کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ''سکینہ'' سے مراد دل کا اطمینان وسکون ہے۔

[۱] صحیح مسلم: ۷۹۸، السنن الکبریٰ للنسائی: ۷۹۹۲، شعب الایمان للبیہقی: ۱۹۷۵

[۲] صحیح مسلم: ۲۶۹۹، سنن ابی داوٗد: ۱۴۵۵

تمام ضرورتیں پوری کروانے کا نسخہ

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے؛

[31] قال رسول اللہ ﷺ: یقول الرب تبارک وتعالیٰ: من شغله القرآن عن ذکری ومسألتی، أعطیته أفضل ما أعطی السائلین، وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقه۔[۱]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے قرآن نے اتنا مشغول کر دیا کہ اسے دوسرا کوئی ذکر کرنے یا دعا مانگنے کی بھی فرصت نہ ملی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اسے مانگنے والوں سے بھی زیادہ عطا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت، تمام کلاموں پر ایسی ہی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت، تمام مخلوق پر۔

تلاوت کرنے نہ کرنے والوں کی مثالیں

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں؛

[32] قال رسول اللہ ﷺ: مثل المؤمن الذی یقرأ القرآن مثل الأترجة، ریحها طیب وطعمها طیب، مثل المؤمن الذی لا یقرأ القرآن مثل التمرة، لا ریح لها وطعمها حلو، ومثل المنافق الذی یقرأ القرآن مثل الریحانة، ریحها طیب وطعمها مر، ومثل المنافق الذی لا یقرأ القرآن کمثل الحنظلة، لیس لها ریح وطعمها مر۔[۲]

[۱] سنن الترمذی:۲۹۲۶، وقال ابوعیسیٰؒ: ہذا حدیث حسن غریب

[۲] صحیح البخاری:۵۰۲۰، صحیح مسلم:۷۹۷، سنن الترمذی:۲۸۶۵، سنن ابی داود:۴۸۲۹، سنن النسائی:۵۰۳۸، سنن ابن ماجہ:۲۱۴، مسند أحمد ابن حنبل:۱۹۰۵۵، سنن الدارمی:۳۳۶۳، السنن الکبریٰ للنسائی:۸۰۲۲، شعب الایمان للبیہقی:۱۹۷۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مومن قرآنِ کریم کی تلاوت کرتا ہے، اس کی مثال چکوترے کی طرح ہے، جس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ۔ جو مومن قرآنِ کریم کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی طرح ہوتی ہے، جس میں خوشبو تو نہیں لیکن ذایقہ میٹھا ہوتا ہے۔ جو منافق قرآنِ کریم کی تلاوت کرتا ہے، اس کی مثال خوشبودار پھول کی طرح ہے، جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن ذایقہ کڑوا ہوتا ہے اور جو منافق قرآنِ کریم کی تلاوت نہیں کرتا، اس کی مثال اندرائن کی طرح ہے، جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور ذایقہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔

فائدہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

مقصود اس حدیث سے غیر محسوس کو محسوس کے ساتھ تشبیہ دینا ہے، تاکہ ذہن میں کلام پاک کے پڑھنے اور نہ پڑھنے کا فرق سہولت سے آجائے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ کلام پاک کی حلاوت ومہک سے کیا نسبت؟ ترنج وکھجور کو اگر چہ ان اشیاء کے ساتھ تشبیہ میں خاص نکات بھی ہیں، جو علومِ نبویہ سے تعلق رکھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مثلاً: ترنج ہی کو لے لیجیے؛ منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، معدے کو صاف کرتا ہے، ہضم میں قوت دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ منافع ایسے ہیں کہ قراءتِ قرآن کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں، مثلاً: منہ کا خوشبودار ہونا، باطن کا صاف کرنا، روحانیت میں قوت پیدا کرنا۔ یہ منافع تلاوت میں ہیں، جو پہلے منافع کے ساتھ بہت ہی مشابہت رکھتے ہیں۔ ایک خاص اثر ترنج میں یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ جس گھر میں تُرنج ہو وہاں جِن نہیں جاسکتا، اگر یہ صحیح ہے تو پھر کلام پاک کے ساتھ خاص مشابہت ہے۔

بعض اطبا سے میں نے سنا ہے کہ ترنج سے حافظہ بھی قوی ہوتا ہے اور حضرت علیؓ سے 'احیاء' میں نقل کیا گیا ہے کہ تین چیزیں حافظے کو بڑھاتی ہیں: (۱) مسواک (۲) روزہ اور (۳) تلاوتِ کلام اللہ شریف۔[۱]

نوٹ: تُرنج یا چکوترا 'ایک قسم کا بڑا نیبو' ہوتا ہے۔[۲]

قرآنِ کریم کا دور

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں؛

[33] کان النبی ﷺ أجود الناس بالخیر، و کان أجود ما یکون فی رمضان، حین یلقاہ جبریل، و کان جبریل علیہ السلام یلقاہ کل لیلۃ فی رمضان حتی ینسلخ، یعرض علیہ النبی ﷺ القرآن، الحدیث۔[۳]

جبریلؑ رمضان کی ہر رات میں حضرت نبی کریم ﷺ سے ملتے تھے اور آپ ﷺ انھیں قرآنِ کریم سناتے تھے۔

ایک روایت میں ہے؛

[34] عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ ﷺ أجود الناس، و کان أجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبریل، و کان یلقاہ فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن، الحدیث۔[۴]

---

[۱] فضائل قرآن مجید: ۱۳-۱۲، ادارہ اشاعت، دہلی، بترمیم

[۲] فیروز اللغات: ۳۶۵، فیروز اینڈ سنز، لاہور

[۳] صحیح البخاری: ۱۹۰۲، صحیح مسلم: ۲۳۰۸

[۴] صحیح البخاری: ۶

حضرت جبریلؑ، رمضان کی ہر رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرآنِ کریم کا دور کرتے تھے۔

ماہِ رمضان میں تلاوت کا اہتمام

اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانی کتابیں اسی مبارک مہینے میں نازل فرمائی ہیں اور قرآنِ کریم بھی اسی ماہ میں نازل کیا گیا۔ اس لیے اس مہینے کو کلام اللہ شریف سے خاص مناسبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کے بابرکت ماحول میں ہر ایک مسلمان رات دن تلاوتِ کلام پاک میں منہمک نظر آتا ہے اور الحمدللہ صرف رمضان کے مہینے میں پوری دنیا میں جتنا قرآنِ کریم پڑھا جاتا ہے، شاید سال بھر میں اتنا (کُل ملا کر) نہ پڑھا جاتا ہوگا۔

تمام اہل اللہ کا تجربہ ہے کہ دل کی صفائی، ایمانی کیفیت میں زیادتی اور انسان میں استقامت کی صفات پیدا کرنے میں سب سے زیادہ پُراثر اور اہم ترین عمل، قرآنِ کریم کی تلاوت ہے۔ اس لیے وہ حضرات جنھیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، ان کی زندگی میں تلاوت میں اشتغال سب سے زیادہ نظر آتا ہے اور فطری طور پر رمضان المبارک آتے ہی یہ شوق روز افزوں ہو جاتا ہے

ماہِ رمضان میں تلاوت کا ثواب

جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ماہِ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے یعنی جو عمل بھی ماہِ رمضان میں کیا جائے، وہ غیرِ رمضان کے عمل سے ستر گنا زیادہ ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی رمضان

المبارک کے مہینے میں ایک حرف کی تلاوت کرے تو اسے اس کے بدلے سات سو نیکیاں ملیں گی اور اگر کوئی مسجد حرام میں اس مبارک مہینے میں ایک حرف کی تلاوت کرے گا، اسے ستر لاکھ نیکیاں ملیں گی اور جو شخص پورا قرآن وہاں ختم کر لے، اس کا ثواب ۳۳۴/کھرب، ۸۵/ارب اور ۱۸/کروڑ ہو جائے گا۔[۱]

ماضی کے اکابرین کا معمول

الدکتور رسید بن حسین العفانی نے اپنی کتاب 'نداء الریان[۲]' میں اکابرینِ امت کے تلاوتِ قرآنِ کریم کے معمولات کو بڑی تفصیل سے تحریر فرمایا ہے، یہاں طوالت کے خوف سے فقط چند کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

کان سفیان الثوری اذا دخل رمضان ترک جمع العبادۃ وأقبل علی قراءۃ القرآن۔[۳]

رمضان آتا تو موصوفؒ تمام نفلی عبادات سے الگ ہو کر تلاوتِ قرآنِ کریم میں مشغول ہو جاتے۔

و کان النخعی علیہ الرحمۃ یفعل ذلک فی العشر الأواخر منہ خاصۃ، وفی بقیتہ الشھر فی ثلاث۔[۴]

[۱] مستفاد فضائلِ حفظِ قرآن: ۸۳، فرید بک ڈپو، دہلی
[۲] (ط: دار مساجد عسیری، جدہ
[۳] نداء الریان: ۱/ ۱۹۹
[۴] نداء الریان: ۱/ ۱۹۸

حضرت نخعیؒ پورے رمضان میں ہر تین دن میں ایک قرآنِ کریم ختم فرماتے اورآخری عشرے میں ہر رات میں ایک ختم فرماتے تھے۔

کان قتادۃ یختم القرآن فی کل سبع لیال مرۃ، فاذا جاء رمضان ختم فی کل ثلاث لیال مرۃ، فاذا جاء العشر ختم فی کل لیلۃ مرۃ۔[۱]

حضرت قتادہؒ عام دنوں میں ہر سات دن میں ایک ختم فرماتے تھے اور رمضان المبارک میں ہر تین دن میں ایک ختم فرماتے تھے اورآخری عشرہ کی رات میں ایک قرآنِ کریم ختم فرماتے تھے۔

ماضی قریب کے اکابرین کا معمول

یہ معمول صرف ماضی قریب کے اکابرین کا ہی نہیں تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تراویح کے بعد سے صبح کی نماز تک نوافل میں مشغول رہتے تھے اور یکے بعد دیگرے متفرق حفاظ سے کلام مجید سنتے رہتے تھے اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن و رات تلاوت ہی کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی ذرا گوارا نہ تھی۔ بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت ہوتی تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر حضرت سادی چائے کے ایک دو فنجان نوش فرمائیں، اتنی دیر حاضرِ خدمت ہو جایا کریں۔[۲]

---

[۱] نداء الریان: ۱/ ۱۹۸

[۲] فضائل رمضان: ۸، ادارہ اشاعت دینیات، دہلی

خود حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کا برسہا برس یہی معمول رہا، بزبانِ خود فرماتے ہیں:

۱۳۳۸ھ سے ماہِ مبارک میں ایک قرآن روزانہ پڑھنے کا معمول شروع ہوا تھا، جو تقریباً ۱۳۸۰ھ تک رہا ہوگا بلکہ اس کے بھی بعد تک۔۔ اللہ کے انعام وفضل سے سالہا سال یہی معمول رہا، اخیر زمانے میں بیماریوں نے چھڑا دیا۔[۱]

کثرتِ تلاوت پر ایک اشکال اور اس کا جواب

بعض لوگوں کو اس قدر تلاوتِ کلام پر ایک اشکال تو یہ ہوتا ہے کہ یہ ممکن ہی کیسے ہے؟ جب کہ انسان کے ساتھ بہت سی ضروریات ہر وقت لگی ہوئی ہیں تو اس کا اصل جواب تو ''برکت'' ہے، جو معترضین کی زندگیوں میں عنقا ہے۔ جو پاک ذات اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چند لمحوں میں جنت وجہنم کی سیر کرانے پر قادر ہے، وہ پاک ذات اپنے نیک بندوں سے قلیل وقت میں قرآنِ کریم کا ختم کروا لینے پر بھی قادر ہے۔ اس موضوع پر ہمارا مستقل رسالہ ہے، بنام ''ختم قرآن؛ کتنے دن میں؟'' یہاں مختصراً عرض کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث ہے:

[35] لَا یَفقَہ من قرأ القرآنَ فی أقل من ثلاث۔[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تین دن سے کم میں قرآنِ کریم ختم کیا، وہ اسے سمجھ نہیں سکا۔

[۱] آپ بیتی: ۲/ ۶۸-۶۷، مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند

[۲] سنن أبی داوٗد: ۱۳۹۴، سنن الترمذی: ۲۹۴۹، سنن ابن ماجہ: ۱۳۴۷

اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں:

یہاں مراد یہ ہے کہ جس شخص نے تین دن یا تین رات سے کم میں قرآن ختم کیا، وہ قرآن کے ظاہری معنی تو سمجھ سکتا ہے لیکن قرآن کے حقائق ومعارف اور دقائق و نکات تک اس کی رسائی نہیں ہوتی، کیوں کہ ان چیزوں کو سمجھنے کے لیے تین دن تو بہت دور کی چیز ہے، بڑی سے بڑی عمریں بھی ناکافی ہوتی ہیں، نہ صرف یہ بلکہ اس مختصر سے عرصے میں تو کسی ایک آیت یا ایک کلمے کے دقائق ونکات بھی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ نیز یہاں نفی سے مراد سمجھنے کی نفی ہے، نہ کہ ثواب کی نفی یعنی ثواب تو ہر صورت میں ملتا ہی ہے۔ پھر یہ لوگوں کی سمجھ میں تفاوت وفرق ہے، بعض لوگوں کی سمجھ زیادہ پختہ ہوتی ہے، وہ کم عرصے میں بھی قرآنی حقائق ودقائق سمجھ لیتے ہیں، جب کہ بعض لوگوں کی سمجھ بہت ہی کم ہوتی ہے، جن کے لیے طویل عرصہ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

سلف میں سے بعض لوگوں نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا ہے، چناں چہ ان لوگوں کا معمول تھا کہ وہ ہمیشہ تین ہی دن میں قرآن ختم کرتے اور تین دن سے کم میں ختم کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے، جب کہ دوسرے لوگ اس کے برخلاف عمل کرتے تھے۔ چناں چہ بعض لوگ تو ایک دن رات میں ایک قرآن ختم کر لیتے تھے اور بعض لوگ دو دو بار، اور بعض لوگ تین تین بار ختم کر لیتے تھے، بلکہ بعض لوگوں کے بارے میں تو یہاں تک ثابت ہے کہ وہ ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کر لیتے تھے، ہو سکتا ہے ان لوگوں نے یا تو اس حدیث کے بارے میں خیال کیا ہو کہ اس کا تعلق اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہے یعنی اس حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے، جو کم فہم ہوتے ہیں اور وہ اگر تین دن سے کم میں قرآنِ کریم ختم کریں تو اس کے ظاہری معنی بھی

نہ سمجھ سکتے ہوں یا پھر ان کے نزدیک یہ بات ہو کہ اس حدیث میں فہم کی نفی ہے، اس صورت میں ظاہر ہے کہ جتنی بھی کم سے کم مدت میں قرآن ختم کیا جائے گا، ثواب ملے گا۔[۱]

قرآن پاک کی تلاوت حفظ افضل ہے یا ناظرہ

اصل بات پہلے یہ سمجھ لیں کہ انسان کا جتنا وقت اور جتنے اعضاء عباداتِ الٰہی میں مشغول رہیں، اس کے لیے اتنا ہی زیادہ باعثِ اجر وثواب ہے۔ دیکھ کر تلاوت کرنے میں چوں کہ عبادت میں زیادہ اعضاء کو شریک ہونے کا موقع ملتا ہے، اس لیے حفظ تلاوت کے بالمقابل دیکھ کر پڑھنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ اس صورت میں آنکھ، زبان، ہاتھ، دل اور دماغ سب بہ یک وقت عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔

سلفِ صالحینؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے کہ تلاوتِ قرآن زبانی کرنے کے بالمقابل دیکھ کر زیادہ افضل ہے لیکن امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ مطلقاً نہیں ہے، کیوں کہ تلاوت کرنے والے کو اگر دیکھ کر پڑھنے میں قلب ونظر کی یکسوئی حاصل ہوتی ہے تو اس کے حق میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے اور اگر زبانی پڑھنے میں فہم وتدبر کی نعمت زیادہ حاصل ہوتی ہے تو اس کے حق میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے اور اگر یہ باتیں زبانی اور دیکھ کر پڑھنے میں یکساں ہوں تو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔

قراءۃ القرآن فی المصحف أفضل من القراءۃ من حفظہ، ھکذا قالہ أصحابنا، وھو مشھور عن السلف علیہم الرحمۃ، وھذا لیس علی اطلاقہ، بل ان کان القاریء من حفظہ یحصل لہ من التدبر والتفکر وجمع القلب والبصر أکثر

[۱] مظاہرِ حق جدید: ۶۱/۳، ادارہ اسلامیات، دیوبند

مما یحصل من المصحف، فالقراءة من الحفظ أفضل، وان استویا فمن المصحف أفضل، وھذا مراد السلف۔[۱]

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

بعض علماء کے نزدیک قرآن پاک حفظ پڑھنا افضل ہے، کیوں کہ اس میں تدبر زیادہ ہوتا ہے۔ بلا واسطہ معانی کی طرف التفات ہوتا ہے اور نقوش سے التفات بہ واسطہ ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک مصحف میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے، کیوں کہ اس میں محلِ توجہ متعدد ہوتے ہیں۔ الفاظ تو بالواسطۂ نقوش اور معانی بہ واسطۂ الفاظ، تو اس میں عبادت متعدد ہوتی ہے۔ مثلاً: نقوش کے اعتبار سے عبادتِ بصر اور الفاظ کے اعتبار سے عبادتِ لسان۔

حدیث میں ہے:

قراءۃ الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجۃ وقرأته فی المصحف تضعف علی ذلک الی ألفی درجۃ۔[۲]

آدمی کو بلا قرآن دیکھ کر تلاوت کرنے میں ہزار درجے ثواب ہے تو دیکھ کر تلاوت کرنے میں اس پر دو ہزار درجے تک ثواب ہے، یعنی قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے سے دوگنا ثواب ہوتا ہے۔[۳]

جناب مولانا امداد اللہ انور صاحب نے قرآنِ کریم دیکھ کر اور حفظ تلاوت کرنے سے متعلق چند روایات ذکر کی ہیں، جو مندرجۂ ذیل ہیں:

[۱] اُنظر کتاب الأذکار للنووی، ص:۸۷، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، مکۃ المکرمۃ
[۲] رواہ البیہقی
[۳] شرح احادیث خیر الانام یعنی اشرف الاحکام:۲۵، ادارہ اسلامیات، لاہور

❁ حضرت عبداللہ ؓعن عباس ؓ فرماتے ہیں؛

[36] من أدام النظر فی المصحف متع ببصرہ مادام فی الدنیا۔[۱]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآنِ کریم میں ہمیشہ دیکھ کر تلاوت کی، جب تک وہ دنیا میں زندہ رہے گا، اس کو اس کی نظر سے نفع دیا جائے گا (یعنی اس کی بینائی قائم رہے گی)۔

❁ حضرت انس ؓ سے روایت ہے؛

[37] من قرأ القرآن نظراً متع ببصرہ۔[۲]

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن میں دیکھ کر تلاوت کی، اس کو اس نگاہ سے نفع دیا جائے گا (یعنی اس کی نگاہ کو باقی رکھا جائے گا)۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو آدمی (چاہے حافظ ہو یا غیر حافظ) قرآن پاک میں دیکھ کر تلاوت کرتا ہے، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے نور کو برقرار رکھیں گے اور وہ نابینا نہ ہوگا، اس کی نظر باقی رہے گی، چاہے بہ دستور مکمل رہے یا کچھ کم ہوجائے۔ جن حضرات کی نظر حافظ ہونے اور قرآن دیکھ کر پڑھنے کے باوجود ختم ہوجاتی ہے اور وہ دنیا میں نابینا ہوجاتے ہیں، اس کی وجہ (شاید) یہ ہوگی کہ یا تو ان کی تلاوت اس حد تک مقبول نہیں ہوتی یا کوئی ایسا گناہ سرزد ہوجاتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اس فضیلت سے محروم ہوجاتے ہیں، یا اللہ تعالیٰ حافظ وقاری (قرآن پڑھنے والے) کی آنکھوں کا نور لے کر اس کے بدلے میں کوئی عظیم اجر اسے

[۱] کنز العمال: ۱/ ۵۳۶، رواہ أبو الشیخ
[۲] کنز العمال: ۱/ ۵۳۶، رواہ ابن النجار

دینا چاہتے ہیں، اس لیے بھی کبھی بینائی لے لیتے ہیں۔

❁ حضرت رسول دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

[38] خمس من العبادة: النظر إلى المصحف، والنظر إلى الكعبة، والنظر إلى الوالدين، والنظر إلى زمزم وهي تحط الخطايا، والنظر في وجه العالم۔[۱]

پانچ چیزیں عبادت ہیں؛ (۱) قرآنِ کریم کو دیکھنا (۲) کعبے کی طرف دیکھنا (۳) والدین کو دیکھنا (۴) زمزم کو دیکھنا اور یہ عمل، گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے اور (۵) عالم کے چہرے کو دیکھنا۔

❁ حضرت اوس بن ایاس ثقفیؓ سے روایت ہے؛

[39] قراءة الرجل القرآن في غير المصحف ألف درجة، وقراءته في المصحف تضاعف على ذلك إلى ألفي درجة۔[۲]

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا قرآن میں بغیر دیکھے تلاوت کرنا ہزار درجے بہتر ہے اور قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنا اس پر دو ہزار درجہ تک بڑھا دیا جاتا ہے (یعنی دیکھ کر قرآن پڑھنا دو ہزار درجے افضل ہے)۔

فائدہ: یاد سے تلاوت کرنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے، مگر جو قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرتے ہیں اس کی فضیلت یاد سے پڑھنے پر ہزار گنا اور نفل کے مقابلے میں فرض کے درجے تک بڑھی ہوئی ہے، جیسا کہ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

[۱] جامع الشمل: ۱/ ۱۵، رواہ الدارقطنی

[۲] جامع الشمل: ۱/ ۱۵۸، رواہ الطبرانی فی الکبیر

اس لیے کوشش یہی کرنی چاہیے کہ دیکھ کر ہی تلاوت کریں، تاکہ ہزار گُنا تلاوت کرنے کا اور ہزار گُنا قرآن کو دیکھنے کا ثواب بھی حاصل ہو۔

تلاوتِ قرآن جہراً افضل ہے یا سراً؟

حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں؛

[40] سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقة والمسر بالقرآن كالمسر بالصدقة۔ [۲]

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قرآنِ کریم کی جہراً تلاوت کرنے والے کا ثواب علانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور سراً تلاوت کرنے والے کا ثواب خفیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔

تلاوتِ کلام پاک جہراً کی جائے یا سراً؟

یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس لیے کہ بہت سے حضرات اس میں کوتاہی کرتے اور گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، اس لیے یہاں اس کی وضاحت ناگزیر ہے۔

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

بعض آثارِ صحابہؓ بلند آواز سے یعنی جہراً تلاوت کرنے کی فضیلت میں اور بعض آہستہ یعنی سراً تلاوت کرنے کی فضیلت میں وارد ہوئے ہیں۔ ان متعارض آثار کے درمیان جمع وتطبیق کی شکل علماء نے یہ اختیار کی ہے کہ آہستہ تلاوت ریاکاری سے بعید ہے۔ اس لیے جو ریاکاری کا خطرہ محسوس کرے، اس کے لیے آہستہ تلاوت کرنا ہی

[۱] فضائل حفظ القرآن: ۶۷-۶۸، فرید بکڈپو، دہلی، بترمیم
[۲] سنن الترمذی: ۲۹۱۹، مستدرک علی الصحیحین: ۲۰۹۰

افضل ہےاور اگر ریا کا خطرہ نہ ہوتو بلند آواز سے تلاوت کرنا افضل ہے۔ بہ شرط یہ کہ کسی نمازی یا سوئے ہوئے شخص کو تکلیف نہ ہو۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ بلند آواز سے تلاوت کرنے کا جواز اس شرط سے مشروط ہونا چاہیے کہ اس کی تلاوت سے کسی ذی روح کو کوئی تکلیف نہ ہو، کیوں کہ بعض دفعہ کوئی شخص سویا ہوا یا نماز میں تو نہیں ہوتا لیکن تعلیم و تعلم جیسے مشاغل میں لگا ہوتا ہے یا دیگر کسی دینی یا دنیوی ضرورت میں مشغول ہوتا ہے تو ایسی تمام صورتوں میں کسی کے بلند آواز سے تلاوت کرنے پر اس کی مشغولی میں حرج واقع ہوتا ہے۔ **هذا ما عندي والله اعلم وعلمه اتم**

فتاویٰ عالمگیری میں صراحت ہے:

يكره من الفقه وغيره يقرأ القرآن لا يلزمه الإستماع...رجل يكتب الفقه وبجنبه رجل يقرأ القرآن ولا يمكنه استماع القرآن، كان الإثم على القاري ولا شيء على الكاتب۔[۱]

اگر کوئی فقہ وغیرہ لکھنے پڑھنے میں مشغول ہو اور آس پاس کوئی جہراً قراءت کرے تو اس شخص پر قراءت پر توجہ دینا لازم نہیں اور ایسی صورت میں گنہگار بآوازِ بلند تلاوت کرنے والا ہوگا۔

بآوازِ بلند تلاوت کرنے کی دلیل یہ ہے کہ اس کا یہ عمل بڑا اور دوسروں تک متعدی ہوگا۔ اس لیے مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ اگر بلند آواز سے تلاوت کی جائے تو یہ پڑھنے والے کے دل کو بیدار کرتا، اس کے خیالات و فکر و تدبر میں یکجا رکھتا اور اس کے

[۱] ہندیہ: ۵/ ۳۱۸، دار صادر، بیروت

سماع کو غور وفکر کی جانب مائل کرتا ہے۔ ایسا کرنا نیند کو دور کرتا، چستی پیدا کرتا اور دوسروں کو غفلت سے بیدار کرتا ہے اور انھیں بھی نشاط بخشتا ہے۔ اس لیے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والا اور سننے والا، سب ایک ساتھ ان تمام نعمتوں سے محظوظ ہونا چاہیں تو خیر! ورنہ سراً ہی تلاوت کی جائے۔

قال النووی علیہ الرحمۃ: جاءت آثار بفضیلۃ رفع الصوت بالقراءۃ وآثار بفضیلۃ الأسرار۔ قال العلماء: والجمع: بینہما أن الاسرار أبعد من الریاء، فھو أفضل فی حق من یخاف ذلک، فإن لم یخف الریاء فالجھر أفضل، بشرط أن لا یؤذی غیرہ من مصل أو نائم أو غیرھما۔ ودلیل فضیلۃ الجھر أن العمل فیہ أکثر، لأن یتعدی نفعہ الی غیرہ، ولأنہ یوقظ قلب القاریء ویجمع ھمہ الی الفکر ویصرف سمعہ الیہ، ولأنہ یطرد النوم ویزید فی النشاط ویوقظ غیرہ من نائم وغافل وینشطہ، فمتی حضرہ من ھذہ النیات فالجھر أفضل۔[۱]

تلاوت سے متعلق چند آداب

قرآنِ کریم کلامِ الٰہی ہے اور ظاہر ہے **کلام الملوک ملوک الکلام۔** اس لیے اس کا نہایت احترام لازم ہے اور اس کی تلاوت کے بہت سے آداب ہیں، ہم یہاں مختصراً چند کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں:

(۱) تلاوت میں اخلاص پیدا کرے۔

(۲) اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی نیت وارادہ رکھے

[۱] کتاب الأذکار: ۸۷، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، مکۃ المکرمۃ

اوراس کے علاوہ کوئی فاسد ارادہ ریا وغیرہ ہرگز نہ ہو۔

(۳) قرآنِ کریم کے ساتھ ادب واحترام کا معاملہ کرے۔

(۴) اپنے ذہن میں یہ استحضار رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مناجات وہم کلامی میں مشغول ہے۔

(۵) دل یہ سوچے کہ وہ ربِ کائنات کی عظیم کتاب کی تلاوت کررہا ہے، اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

(٦) اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہو تو اتنا ہرگز فراموش نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہے ہیں۔

(۷) اپنے پاس موجود لباس میں سے اچھا لباس پہن کر تلاوت کرے۔

(۸) اگر ممکن ہو تو قبلہ رخ ہو کر تلاوت کرے۔

(۹) دل جمعی اور غور وفکر کے ساتھ کے ساتھ تلاوت کرے۔

(۱۰) جنت وغیرہ سے متعلق آیات پر اس کی طلب کرے اور جہنم وغیرہ سے متعلق آیات پر اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہے۔

(۱۱) تلاوت سے قبل منہ کو مسواک اور کلی وغیرہ سے صاف کرلے۔

(۱۲) حتی الامکان اچھی آواز سے تلاوت کرے۔

(۱۳) ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرے۔

(۱۴) تین دن سے کم میں پورا قرآنِ کریم ختم نہ کرے۔

(۱۵) رمضان المبارک میں اور دنوں سے زیادہ تلاوت کرے۔

فی کتاب الأذکار: الإخلاص فی قراءته، وان یرید بها الله سبحانه

وتعالیٰ، وان لا یقصد بھا توصلاً الی شئی سوی ذلک، وأن یتأدب مع القرآن ویستحضر فی ذھنہ أن یناجی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ویتلو کتابہ، فیقرأ علی حال من یری اللہ، فإنہ ان لم یرہ فان اللہ تعالیٰ یراہ۔[۱]

وفی الھندیة: رجل أراد أن یقرأ القرآن، فینبغی أن یکون علی أحسن أحوالہ، یلبس صالح، ویتعمم، ویستقبل القبلة، لأن التعظیم القرآن والفقہ واجب۔[۲]

وفی شعب الایمان للبیھقی: ومنھا؛ إحضار القلب ایاء عند قراءتہ والتفکر فیہ۔۔۔ومن تعظیم القرآن الوقوف عند ذکر الجنة والنار والرغبة الی اللہ عزوجل فی الجنة والاستعاذة بہ من النار۔۔۔ومنھا تنظیف الفم لأجل القراءة بالسواک والمضمضة۔۔۔ومنھا أن یحسن صوتہ والقراءة أقصی مایقدر علیہ أ ومنھا أن یرتل القرآن لا یھذہ ھذا۔۔۔ومنھا أن یقرأ القرآن کلہ فی أقل من ثلاث۔۔۔ومنھا أن یزداد من القراءة فی شھر رمضان علی مایقرأ فی غیرہ۔[۳]

تلاوت کے لیے پسندیدہ وقت

یوں تو کلامِ الٰہی کا کوئی خاص وقت شریعت کی طرف سے متعین نہیں البتہ امام نوویؒ نے ایک عمدہ بات ارشاد فرمائی ہے:

فی الأوقات المختارة للقراءة، إعلم أن أفضل القراءة ما کان فی

[۱] ص:۸۶، مکتبة نزار مصطفی الباز، مکة المکرمة

[۲] ۵/۳۱۶، کتاب الکراھیة، دارصادر، بیروت

[۳] ۲/۳۲۳-۳۱۹، دارالکتب العلمیة، بیروت، تحقیق: ابی ہاجر محمد السعید بن بسیونی زغلول

الصلاۃ، ومذهب الشافعي وآخرين رحمهم الله: أن تطويل القيام في الصلاۃ بالقراءۃ أفضل من تطويل السجود وغيره۔ وأما القراءۃ في غير الصلاۃ فأفضلها قراءۃ الليل، والنصف الأخير منه أفضل من الأول، والقراءۃ بين المغرب والعشاء محبوبۃ۔ وأما قراءۃ النهار فأفضلها ما بعد صلاۃ الصبح، ولا كراهة في القراءۃ في وقت من الأوقات، ولا في أوقات النهي عن الصلاۃ۔[۱]

تلاوت کا پسندیدہ مقام اور افضل طریقہ نماز کے اندر تلاوت کرنا ہے۔ حدیث شریف سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخلِ نماز کی تلاوت کو خارجِ نماز کی تلاوت سے اور کھڑے ہو کر پڑھی گئی نماز میں بیٹھ کر پڑھی گئی نماز کی قرأت سے افضل قرار دیا ہے، اس میں حفاظ کے لیے تو کافی امکان ہے لیکن عام آدمی کو جسے بہت زیادہ قرآن یاد نہیں ہوتا اس کے لیے یہ صورت قدرے مشکل ہے۔

نیز امام شافعیؒ اور دیگر فقہاء کا مذہب ہے کہ نماز میں لمبی قرأت کرنا طویل سجدے سے افضل ہے اور نماز کے باہر رات کی تلاوت، عام اوقات کی تلاوت سے افضل ہے، پھر رات میں اخیر شب کی تلاوت، اول شب کی تلاوت سے افضل ہے اور مغرب وعشاء کے درمیان بھی تلاوت پسندیدہ ہے۔

دن کی تلاوت میں افضل ترین وقت نمازِ فجر کے بعد ہے، ویسے دن کے کسی بھی حصّے میں تلاوت بلا کراہت جائز ہے حتیٰ کہ جس وقت میں نماز کو منع کیا گیا ہے، اس وقت بھی تلاوت بلا کراہت جائز و درست ہے۔

[۱] کتاب الأذکار للنووی: ٤٨، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، مکۃ المکرمۃ

طلوع وغروبِ آفتاب کے وقت تلاوت

طلوع وغروب اور استواء کے وقت قرآن شریف پڑھنا مکروہ اور ممنوع نہیں ہے، بلا کراہت جائز ہے البتہ ان اوقاتِ مکروہہ میں قرآن شریف پڑھنے کی بجائے درود شریف، تسبیح وغیرہ ذکر اللہ میں مشغول رہنا افضل واولیٰ ہے۔

الصلوۃ فیھا علی النبیﷺ أفضل من قراءۃ القرآن و کأنہ لأنھا من أرکان الصلاۃ فالأولی ترک ما کان رکنا لھا (درمختار ((قولہ فالاولیٰ) أی فالافضل لیوا فق کلام البغیۃ فانہ مفادہ أن لا کراھۃ أصلاً لأن ترک الفاضل لا کراھۃ فیہ۔[۱]

تلاوت کے لیے مستحب اوقات کی درجہ بندی

تلاوت کے لیے دنوں کے اعتبار سے جمعہ، پیر اور جمعرات اور عرفہ کا دن اور عشرے کے اعتبار سے ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور رمضان کا آخری عشرہ اور مہینوں کے اعتبار سے رمضان المبارک کا مہینہ سب سے افضل ہے۔

ویختار من الأیام: الجمعۃ، و الاثنین، و الخمیس، ویوم عرفۃ، ومن الأعشار: العشر الأول من ذی الحجۃ والعشر الأخیر من رمضان، ومن الشھور: رمضان۔[۲]

[۱] شامی: ۱/ ۳۴۷، فتاوی رحیمیہ جدید: ۲/ ۱۵۰، مکتبۃ الاحسان، دیوبند، مکتبۃ الاحسان

[۲] کتاب الاذکار، ص: ۸۴، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، مکۃ المکرمۃ

بغیر سمجھے تلاوت کرنا

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ تلاوت سمجھ کر کی جائے یا بلا سمجھے بھی کارِ ثواب ہے؟ اس کے متعلق حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

جو لوگ شبہ کرتے ہیں کہ بے سمجھے قرآن پڑھنے سے کیا نفع؟ یہ محض ان کا بہانہ ہے۔۔۔معانی الفاظ کے تابع ہیں اور ضروری کا موقوف علیہ بھی ضروری ہوتا ہے تو اس سے خود الفاظ کی ضرورت پر دلالت ہو رہی ہے۔ پس چوں کہ یہ لوگ ظاہر میں مسلمان ہیں، اس لیے زبان سے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرآن پڑھنے کو مطلقاً ہمارا جی نہیں چاہتا ورنہ اندیشہ ہے کہ کفر کا فتویٰ لگ جائے گا، اس لیے اپنے نفس کی غرض کے لیے یہ قاعدہ گھڑ لیا کہ جب معانی نہیں سمجھتے تو الفاظ سے کیا نفع؟ حالاں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

{تلك آيات الكتاب وقرآن مبين}

قرآن کے معنی ہیں مایقرأ اور کتاب کے معنی ہیں مایکتب یعنی پڑھنے لکھنے کی چیز تو الفاظ ہی ہیں؛ معانی کو کون پڑھ لکھ سکتا ہے؟ اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ الفاظ خود بھی مطلوب و مقصود ہیں۔[۱]

شیخ صالح بن عثیمن تحریر فرماتے ہیں:

قرآنِ کریم ایک بابرکت کتاب ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{كتابٌ انزلناه إليك مباركٌ ليدبروا آياته وليتذكر أولوا الألباب}۔

[۱] انفاسِ عیسیٰ: ۱/ ۲۷۳، مکتبہ اشرفیہ، ممبئی

(یہ) کتاب جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے، بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہلِ عقل نصیحت پکڑیں۔

بہرحال! انسان کو قرآن مجید کی تلاوت کا اجروثواب ضرور ملتا ہے، خواہ وہ اس کے معنی ومفہوم کو سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو لیکن انسان کو معنی ومفہوم کو سمجھنے کے لیے پوری پوری کوشش ضرور کرنی چاہیے۔[۱]

کسی کی پیٹھ کے پیچھے قرآن مجید رکھ کر تلاوت کرنا

یہ بھی ایک عام مسئلہ ہے، جس میں بعض لوگ حد درجے غلو کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے متعلق حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

بعضے لوگ قرآن مجید کو پشت کی طرف یا اپنی نشست کی جگہ سے نیچے مبتذل (بے وقعت) جگہ پر رکھ دیتے ہیں۔۔۔ یہ سب خلافِ ادب ہے، البتہ سفر میں اگر اسباب صندوق وغیرہ میں مستور (چھپا ہوا) ہو تو بہ مجبوری بعض آداب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔[۲]

معلوم ہوا یہ آداب میں سے ہے کہ قرآن کی طرف پیٹھ کر کے نہ بیٹھا جائے یا کسی کی پیٹھ کی طرف قرآن رکھ کر نہ پڑھا جائے لیکن اس کو آداب کی حد تک ہی محدود رکھنا چاہیے۔ بعض دفعہ لوگ اس میں اتنی سختی کا معاملہ کرتے ہیں کہ قرآن پڑھنے والا ان کی اس حرکت کی وجہ سے قرآن ہی اٹھا کر رکھ دیتا ہے۔

شیخ ابن بازؒ فرماتے ہیں:

[۱] فتاویٰ اسلامیہ: ۴/ ۲۵-۲۴ ملخصاً دارالسلام، ریاض
[۲] اغلاط العوام: ۷۷، شمس پبلیشرز، دیوبند

بوقتِ ضرورت ایسا کرنے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔[۱]

نیز فقہاء نے لکھا ہے:

رجل أراد أن یقرأ القرآن فینبغی أن یکون علی أحسن أحوالہ۔۔۔ ویستقبل القبلۃ۔[۲]

قرآنِ کریم کو قبلہ رخ ہوکر پڑھنا مستحب ہے۔

ظاہر ہے کہ مسجد وغیرہ میں اس پر عمل کرنے کے لیے پہلی صف والوں کے علاوہ دیگر صف میں بیٹھ کر تلاوت کرنے والوں کو لامحالہ آگے بیٹھے ہوئے حضرات کی پیٹھ کے پیچھے ہی قرآن رکھنا پڑے گا، اس لیے راقم الحروف کا خیال ہے کہ اس مستحب پر عمل کرنے کے لیے کسی کی پیٹھ کے پیچھے رکھ کر قرآن کی تلاوت کرنا بھی جائز ہے، اس لیے کہ وہ ادب میں سے ہے اور یہ مستحب۔ ھذا ما عندی

العبد ندیم احمد انصاری غفرلہ ولوالدیہ

(خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، ممبئی، انڈیا)

۲۶/رجب المرجب، ۱۴۳۵ھ

۲۶/مئی، ۲۰۱۴ء

---

[۱] فتاویٰ اسلامیہ: ۴/۵۹، ریاض

[۲] ہندیہ: ۵/۳۱۶، دار صادر، بیروت